محمد عمر فاروق

پشیمانی کیسی......؟

سچائی ایسی ابدی حقیقت ہے جو سماعتوں کے بہرے، بصارتوں کے اندھے اور بصیرتوں کے بانجھ ہو جانے پر بھی اپنا وجود سلامت رکھتی ہے اور اپنی حقیقت کا لوہا منوا کر رہتی ہے۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد ہمارے حکمرانوں نے جس راستے کو اختیار کیا تھا' حالیہ انتخابات میں' وہ اپنے فیصلے کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ اُن کے عاجلانہ اور غیر دانشمندانہ فیصلے نے قوم و ملک اور عالم اسلام کو جس عظیم نقصان سے دوچار کیا' اُس کے بداثرات آنے والے سالوں نہیں' صدیوں تک کے سینے پر اپنے پنجے گاڑ چکے ہیں۔ گزشتہ دنوں وفاقی وزیر اطلاعات و فروغ ابلاغ نثار میمن نے برٹش کونسل کے زیر اہتمام رائٹرز اینڈ پروڈیوسرز کے لیے منعقدہ پندرہ روزہ تربیتی ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے' اعتراف کیا ہے کہ ''ہمارے معاشرے میں مغربی مفادات رکھنے والے افراد کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے۔ دانشور طبقہ کا فرض ہے کہ وہ معاشرے میں شعور اجاگر کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔''

جب کسی ملک کی فکری غلامی اور حاکمانہ بالادستی قبول کر لی جائے تو اس کی تہذیب و ثقافت سے اپنی معاشرت، اقدار اور کلچر کو کیسے محفوظ رکھا جا سکتا ہے؟ اور پھر ہمارے ارباب اختیار کا قبلہ و کعبہ جب شروع ہی سے امریکہ اور یورپ رہے ہوں اور جب اُن کی تہذیب و ثقافت کو ہمارے حکمران، بیوروکریٹ، جرنیل، سرمایہ دار اور سیاستدان طبقے کی محبوبہ کا درجہ حاصل ہو اور خود اس طبقے کی تعلیم و تربیت، رہن سہن، نشست و برخاست، بات چیت، میل جول سے لے کر قیام و طعام تک کے طور طریقے مغربی تہذیب میں رنگے ہوئے ہوں تو جناب والا! یہ طبقہ مغربی مفادات کا محافظ و نگران کیونکر نہ ہوگا؟ جب روز اوّل ہی سے آپ مغربیت کو اپنی روح میں اتار چکے ہیں تو اب یہ دکھاوے کا واویلا اور مگرمچھ کے آنسو...... چہ معنی دارد؟

اب تو اکثر حلقوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ ''ہم آزاد نہیں ہیں'' اور ''پاکستان امریکا کالونی بن چکا ہے'' وغیرہ۔ لیکن ذرا پلٹ کر دیکھیں تو نظر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان پر جا ٹھہرتی ہے۔ موصوف کا تعلق چونکہ استعمار کے خود کاشتہ گروہ قادیانیت سے تھا۔ لہٰذا انہوں نے حق نمک ادا کرتے ہوئے' خارجہ پالیسی کو ایسی بنیادوں پر تشکیل دیا کہ پاکستان، یورپ و امریکہ کے پھندے میں اس طرح پھنسا کہ اب پچپن برس ہو چکے ہیں مگر پاکستان سامراج کی غلامی کا کلادہ اپنی گردن سے اتارنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ غیروں کی غلامی نے ہم سے جذبہ واحساس کی واحد دولت بھی چھین لی ہے اور شعور و ادراک کی نعمت ہمیں نصیب ہی کب ہوئی ہے کہ ہم دو گھڑی اپنے افعال و اعمال پر غور ہی کر سکتے' جب نوبت یہاں تک آ پہنچے تو قومی حمیت اور دینی غیرت بھی چپکے سے رخصت ہو جاتی ہے۔ یہ تو مالک حقیقی کا احسان عظیم ہے کہ ان صبر آزما اور ایمان شکن حالات میں بھی ایسے صاحبانِ دانش و بصیرت اور قومی و دینی احساس کے حامل بندوں سے یہ ارض پاک خالی نہیں ہوئی کہ جن کے دم قدم سے دشمن کی ناپاک سازشوں اور منصوبوں کے باوجود پاکستان کا وجود سلامت ہے۔ وہ جو اس خطۂ پاک

کے دشمنوں کے مذموم عزائم کے آگے سدِّ سکندری اور سنگِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور جن کے پیشِ نظر مغربی و امریکی مفادات کا تحفظ نہیں بلکہ ان کا مقصد ایمانی مفادات کی نگہبانی ہے۔

امریکی اطاعت اور غلامی کو قبول کر لینے کے بعد' وزیر موصوف کا یہ کہنا ہی بے جا ہے کہ "ہمارے معاشرے میں مغربی مفادات رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے۔" جب امریکی دشمن جان وایمان کی چوکھٹ پر سر جھکا ہی ڈالا ہے تو اب اس کے نتائج پر پشیمانی کیسی؟ ڈاکٹر بشیر الدین محمود سے لے کر ڈاکٹر عامر عزیز کی گرفتاری تک' ہم نے غلامی کی جو داستان رقم کی ہے' کیا اس کے بعد بھی پاکستان میں مغربی مفادات کے فروغ کی بات کرنا' ہمیں زیب دیتا ہے۔ہم نے مسئلہ افغانستان پر امریکہ کی حمایت کر کے محض طالبان حکومت کو ہی ختم نہیں کرایا بلکہ دنیا بھر میں جاری مسلم حریت پسند تحریکوں میں ڈیڈ لاک پیدا کر دیا ہے۔"سب سے پہلے پاکستان" ہی کے نعرے کا ثمر ہے کہ فلسطینی مسلمان خاک وخون میں نہلائے جارہے ہیں۔اتنا ظلم تو اُن پر گزشتہ پچاس برسوں میں بھی نہیں ہوا تھا۔وجہ یہ ہے کہ ہماری اخلاقی امداد سے محرومی کے بعد' ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور یہودی غنڈے انہیں تنہا پا کر انہیں نابود کرنے کے درپے ہوگئے ہیں۔

۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد' پاکستان کو سات ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ اٹھانا پڑا ہے۔یہ نقصان' ہمیں امریکہ کا اتحادی بننے کی بدولت برداشت کرنا پڑا ہے۔لیکن بے وفائی اور طوطا چشمی کی انتہا یہ ہے کہ امریکہ نے اس نقصان کی تلافی تو درکنار' پاکستان کے تین ارب ڈالر قرضے کو معاف کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔خدا لگتی کہیے کہ ہم امریکہ سے تعاون کے بدلے میں جہان بھر کی کالک کے سوا لے ہی کیا سکے ہیں؟ خلیج کی جنگ کے دوران مصر نے صرف زبانی تعاون کر کے امریکہ سے اپنے تمام قرضے معاف کرا لیے تھے۔لیکن ہم دنیا بھر کے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرانے کے بعد بھی اپنی قیمت نہ ڈلوا سکے۔الٹا یہ کہ امریکہ، فرانس، جرمنی اور برطانیہ نے پاکستان میں اپنے تمام اہم کاروباری دفاتر بند کر دیئے ہیں۔اور اپنے شہریوں کو پاکستان میں آنے سے روک دیا ہے۔ملکی معیشت زبوں حال ہے۔پاکستانی عوام ہمہ وقت خوف و ہراس کی سولی پر لٹکے ہیں کہ کیا معلوم کب ایف بی آئی کے اہلکار آئیں اور انہیں القاعدہ کا ممبر قرار دے کر گوانتانا موبے کے جزیرے پر محبوس کر دیں۔جب جانوں کا تحفظ ہی باقی نہ رہے تو پھر سیاست سے معیشت تک کون سا ادارہ ہے' جس کی ترقی وسلامتی کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔

سو حقیقتوں کی ایک حقیقت اور لاکھ سچائیوں کی ایک سچائی یہ ہے کہ چاہے ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑے جائیں، دارو گیر کے بازار گرم کیے جائیں یا مقتلوں سے لہو کے دریا بہا دیئے جائیں پھر بھی اسلام کا پرچم صبح قیامت تک لہراتا رہے گا اور کوئی وقت کا فرعون (جو چاہے خود کو سپر پاور سمجھتا ہو) یا غیر کے مفادات کا کوئی سا بھی نگہبان' کبھی بھی پرچم اسلام کی اڑانوں کو تیز تر ہونے سے نہ روک سکے گا کہ سچائی ایسی ابدی حقیقت ہے جو سماعتوں کے بہرے، بصارتوں کے اندھے اور بصیرتوں کے بانجھ ہونے پر بھی اپنا وجود سلامت رکھتی ہے اور اپنے وجود کا لوہا منوا کر رہتی ہے۔